قادیانیت
کاضروری تعارف

ازترجمان حق حضرت مولانا مفتی
عبدالقدوس صاحب رومی نوراللہ مرقدہ
سابق مفتی شہر آگرہ

شائع کردہ
مجلس تحفظِ ختم نبوت دہرہ دون

تیرھویں صدی ہجری کے بالکل آخر زمانہ میں بلکہ چودھویں صدی ہجری کے اول ہی میں صوبہ پنجاب کے علاقہ قادیان میں مرزا غلام احمد نامی ایک شخص تھا جس نے حکومتِ وقت (انگریز) کے اشارہ پر نبوت کی ایک نئی تشریح اور نبوت کا دعویٰ بھی کیا جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

قادیانیت کا پس منظر

۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد اس باب میں کہ مسلمانوں کو اب کیا کیا کرنا چاہئے، مسلم مفکرین کی رائیں مختلف تھیں:

(۱) مسلم مفکر (بعض) یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے لئے دفتروں اور ملازمتوں میں کچھ رعایت لے کر مغربی فکر و نظر سے سمجھوتہ کر لینا چاہئے اور مسلمانوں کو دنیوی تعلیم میں اتنا آگے نکل جانا چاہئے کہ غلام

ہندستان میں رہ کر کسی دوسری قوم سے پیچھے نہ رہیں۔ یہ راستہ ابتدا میں بالکل بے ضرر تھا لیکن مغربی فکر ونظر سے سمجھوتہ کرتے ہوئے انجام کار اپنے ماضی سے کٹنا لازمی تھا۔ چنانچہ جلد ہی اس کا نتیجہ یہ نکلا عقائد، افکار میں ڈھلنے لگے اور اعمال وسعت قلب (کشادہ ذہنی) کی بھینٹ چڑھنے لگے جس کا متوارث اسلام (حقیقی اسلام) سے کوئی اسنادی تعلق (مستند رشتہ) نہ تھا۔"

(۲) محدثین دہلی کے پیرو اس بات کے حامی تھے کہ مغربی فکر و نظر سے سمجھوتہ نہ ہونا چاہیے۔ انگریزی زبان بیشک سیکھ لی جائے مگر انگریزی تہذیب وتمدن کو نہ اپنایا جائے اور درس وتدریس، تزکیہ وتعلیم کے ذریعہ اسلام کی علمی اور فکری قوت کو محفوظ رکھا جائے جس سے پھر کسی وقت راہِ عمل کے چراغ روشن ہوسکیں۔ یہ حضرات اپنی فکر ونظر کے موجد وبانی نہ تھے بلکہ علم نبوت کے ترجمان اور متوارث اسلام کے داعی تھے

اور اسی راہ سے وہ ملت اسلامیہ کی رہنمائی کرنا چاہتے تھے۔ ان کا اسنادی (ثبوت کا) پہلو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بزرگان اسلام اور محدثین دہلی سے مربوط (جڑا ہوا) تھا۔''

(۳) مسلمانان ہند (کے ایک حلقے) میں ایک خیال یہ بھی کام کر رہا تھا کہ نماز، روزہ جیسے چند اعمال اسلام کو باقی رکھ کر انگریزی عملداری کو خلوص قلب سے اپنا لیا جائے اور انگریزوں کو اپنے اولی الامر (صاحب امر) میں داخل سمجھا جائے دنیوی مراعات حاصل کرنے کے سوا ان کا کوئی مطمح نظر نہ تھا۔ انگریزوں سے کامل وفاداری کے اظہار کے لئے یہ لوگ محدثین دہلی کے خلاف دم مارتے رہے اور ان کی مرکزی دینی رہنمائی انہیں بہت کھٹکتی تھی۔ اس دور کے قریب کئی دنیادار مشائخ کو استحکام ملا اور ان کی گدیوں نے باقاعدہ شکل اختیار کر لی مگر انگریزوں کو اولی الامر میں داخل کرنے کے لئے ان کی آواز پھر بھی کافی نہ تھی

اس کام کے لئے نبوت کی ہدایت درکار تھی۔ انگریزوں نے ضرورت محسوس کی کہ غلام ہندوستان میں ایک نبوت بھی قائم کی جائے جو انہیں اولی الامر میں داخل کرے۔ چنانچہ ۱۸۶۹ء میں انگریزوں نے ایک کمیشن لندن سے ہندوستان بھیجا تا کہ وہ انگریز کے متعلق مسلمانوں کا مزاج معلوم کرے اور آئندہ کے لئے مسلمانوں کو رام کرنے کی تجاویز مرتب کرے۔ اس کمیشن نے ایک سال ہندوستان میں رہ کر مسلمانوں کے حالات معلوم کیے۔

۱۸۷۰ء میں وائٹ ہاؤس لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن کے نمائندوں کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادری بھی شریک ہوئے۔

رپورٹ پادری صاحبان

یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے

رجحانات کی حامل ہے اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو "ظلی نبوت" کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہء نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعویٰ کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں، وہ مرحلہ اور تھا۔ اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی۔ لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمراں ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبہ پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔" (اقتباس مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وائٹ ہاؤس لندن منعقدہ

۱۸۷۰ء) (ماخوذ دی ارائیول آف برٹش امپائر ان انڈیا)

(بحوالہ الرشید دار العلوم نمبر ص ۱۰۵ تا ص ۱۰۷)

اس پس منظر میں مرزا غلام احمد نے جنم لیا تھا جس نے ابتداء میں اپنے آپ کو دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں مناظر کی حیثیت سے پیش کیا اور اس طرح مسلمانوں کے درمیان اپنا ایک مقام بنا لیا اور لوگوں سے خراج تحسین بھی وصول کیا۔ کچھ دنوں بعد اس شخص نے اپنے آپ کو ''مجدد'' بھی کہنا شروع کر دیا اور اپنے الہامات کو ''وحی الٰہی'' کی حیثیت سے ''براہین احمدیہ'' میں شائع کیا جسے دیکھ کر بعض علماء اس چھپی ہوئی گمراہی کو تاڑ گئے اور ۱۳۰۱ھ میں پہلی بار اس کے خلاف فتویٰ شائع کیا گیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے بلکہ اپنے عقائد و نظریات کے اعتبار سے زندیق اور خارج از اسلام ہے اسی زمانہ میں دار العلوم دیوبند کے سالانہ جلسے میں سب حضرات علماء جمع ہوئے تو دار العلوم دیوبند کے اول

صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صورتحال بیان کر کے فتویٰ چاہا گیا تو حضرت موصوف علیہ الرحمہ نے یہ تحریری جواب فتویٰ مرحمت فرمایا:

"یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی لا مذہب (دہریہ) معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل نہیں کیا۔ اس کو کس کی روح سے اولسیت ہے۔ (عزازیل کی روح سے ہو سکتی ہے۔ ناقل) مگر اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے۔" (دارالعلوم نمبر الرشید ص ۶۷۶)

دعوے نبوت کے لئے زبردست فریب

مرزا غلام احمد نے آہستہ آہستہ مجددیت اور مہدویت کے جھوٹے اور پر فریب دعووں سے گذر کر دعوی نبوت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک

بار تو چھٹی صدی عیسوی میں بمقام مکہ (عرب میں) مبعوث ہوئے تھے اور (نعوذ باللہ) دوسری مرتبہ (توبہ توبہ) اس ہرزہ گو مرزا غلام احمد کی شکل میں بمقام قادیان مبعوث ہوئے۔ مکی بعثت و نبوت کا دور تیرھویں صدی ہجری پر ختم ہو گیا اور اب چودھویں صدی ہجری سے قیامت تک کذاب قادیانی کی بعثت کا دور ہو گا اس طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت کو تیرھویں صدی ہجری کے بعد ختم اور کالعدم قرار دے کر "خاتم النبین" کا منصب خود سنبھال لیا اور آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات مخصوصہ کو اپنی جانب منسوب کر کے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بے دریغ تحریف کر ڈالی۔ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا۔ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں تک دے ڈالیں۔ (اپنے فرقہ کے سوا) تمام امت مسلمہ کو گمراہ اور کافر مشرک قرار دیا۔ قصر اسلام کو منہدم کر کے "جدید عیسائیت" کی بنیاد رکھی۔ انگریز کی ابدی غلامی کو مسلمانوں کے لئے فرض و واجب قرار دیا۔ مسئلہ جہاد کو حرام و منسوخ ٹھہرایا اور مجاہدین اسلام کو منکر خدا قرار دیا۔

اگر مرزا نے یہ دعوئ نبوت دور صدیقی نہیں بلکہ عثمانی دور خلافت ترکی میں کیا ہوتا تو اس کا انجام اسود کذاب اور مسیلمہ کذاب کے انجام سے ہرگز مختلف نہ ہوتا بلکہ اس سرزمین کفر میں بھی جہاں تاج برطانیہ کا سایہ اسے حاصل تھا وہ ایک زمانہ تک خوف وہراس کا شکار تھا۔ ذیل میں ہم اس کی تحریر نقل کرتے ہیں جس میں اس نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی اصلی قدر و قیمت کا احساس دلایا ہے۔ اپنے رسالہ ''تبلیغ رسالت صفحہ ۱۲۲ جلد ۱۰'' میں لکھتا ہے، ملاحظہ ہو:

''خداتعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چن لیا ہے کہ فرقہ ''احمدیہ'' (قادیانہ) اس کے زیر سایہ ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاؤ اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کرسکتے ہو کہ تم سلطان روم (خلافت ترکی) کی عملداری میں رہ کر یا مکہ مدینہ ہی میں گھر بنا کر شریر لوگوں (مسلمانوں) کے حملہ سے بچ

سکتے ہو؟ نہیں ہر گز نہیں بلکہ ایک ہی ہفتہ میں تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کس طرح صاحب زادہ عبداللطیف .... جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے امیر حبیب اللہ نے نہایت بے رحمی سے انہیں سنگسار کروا دیا۔ پس کیا تمہیں توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلطنتوں کے ماتحت کوئی خوشی میسر آئے گی؟ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔''

دو ایک اقتباسات اور بھی ملاحظہ ہوں:

''احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ سے وابستہ ہے۔ لہٰذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں بدون کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور

اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔ (اخبار الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

"مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۰۷،۳)

عقیدۂ ختم نبوت کا انکار

"یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸)

حقیقی نبی ہونے کا بھی دعویٰ

بہت سے قادیانی اب تک لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور نبوت کی مختلف قسمیں (بروزی، ظلی، تشریعی، غیر تشریعی) کر کے بات کو الجھانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن

خلیفہ جی نے مرزا جی کے حقیقی نبی ہونے کی بات کہہ کر سارے پردے اٹھا دیئے ہیں، ملاحظہ ہو" شریعت اسلامی نبی کے جو معنی بیان کرتی ہے اس معنی سے حضرت صاحب (مرزا جی ہرگز ہرگز مجازی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۷۴)